بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۹۱
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ⁂ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر: رحمت اللہ خاں شاکر
یوم یکشنبہ

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام مینیجر الفضل ہو

جلد ۳۱ | ۱۸ ماہ وفا ۱۳۲۲ھش | ۱۵ رجب ۱۳۶۲ھ | ۱۸ جولائی ۱۹۴۳ء | نمبر ۱۶۸

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۱۷ ماہ وفا ۲۲ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج صبح دس بجے بذریعہ فون یہ اطلاع ملی ہے۔ کہ کل حضور کا ٹمپریچر نارمل رہا۔ شام کو ۹۸.۸ ہوگیا تھا۔ کل شام سے حضور کو نزلہ کی شکایت ہے۔ آج صبح درجہ حرارت ۹۸ ہے۔ کھانسی کی شکایت ابھی باقی ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو تاحال ضعف کی شکایت ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور انچارج تحریک جدید کھاریاں۔ ڈسکہ اور تکیر یاں کے دیہاتی مبلغین و مدرسین کے کام کے معائنہ کے لئے آج تشریف لے گئے۔

روزنامہ الفضل قادیان ۱۵ رجب ۱۳۶۲ھ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی بعض ضروری ہدایات

موجودہ نازک ایام کے لئے

گذشتہ پرچہ میں اس حالت کا مختصراً ذکر کیا جا چکا ہے۔ جو غلہ اور دیگر خوردنی اجناس کی گرانی نے ملک کے مختلف حصوں میں پیدا کر رکھی ہے۔ ان حالات کے پیش نظر احباب کے لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے ضمن میں کھانے پینے پر جو پابندیاں لگائی ہیں ان پر پوری طرح عمل کریں۔ اس سے جہاں وہ اپنے آپ کو بہت سی تکالیف اور غیر ضروری پریشانیوں سے بچا سکتے ہیں وہاں اللہ تعالےٰ کے حضور ثواب کے بھی مستحق ہوں گے۔ کھانے پینے۔ پہننے اور بود و ماند میں سادگی اس زمانہ میں قریباً قریباً جبری ہوگئی ہے۔ اور یورپ کی متحارب قوموں کے افراد نے اپنے تمدن میں جو سادگی پیدا کرلی ہے۔ اس کے سامنے تحریک جدید کے مطالبات بہت ہی کم ہیں۔

دوسری ہدایت جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان حالات کو بھانپ کر اپنی جماعت کو کی تھی۔ وہ یہ ہے۔ کہ کم استطاعت بھائیوں کے لئے غلہ فراہم کیا جائے۔ تاکم سے کم سال کے پچھلے پانچ ماہ کے لئے ان کے پاس گندم کا سٹاک موجود رہے۔ حضور نے احباب جماعت کو ارشاد فرمایا تھا کہ جتنا غلہ وہ اپنے لئے جمع کریں۔ اس کا چالیسواں حصہ قادیان کے غرباء کی امداد کے لئے دے دیں اس کے لئے پندرہ سو من غلہ کی ضرورت کا اندازہ لگایا گیا تھا۔ جس میں سے ایک سو من حضور نے خود اپنی طرف سے دینے کا اعلان اسی وقت فرما دیا تھا۔ اور دوستوں کو تاکید فرمائی تھی۔ کہ وہ اس تحریک میں ضرور حصہ لیں۔ اپنے لئے جمع کردہ غلہ کا چالیسواں حصہ غرباء کی امداد کے لئے دے دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس دن کی روٹی غرباء کو دے دیں۔ یا چالیس دن کی غذا ایک ایک دو دو لقمے کر کے اس طرح کم کریں۔ کہ غرباء کا حصہ خود بخود نکل آئے۔ دو چار لقمے کم کرنے کے یہ معنے ہیں کہ جو شخص تین پھلکے کھایا کرتا ہے۔ وہ آئندہ یہ عہد کرلے۔ کہ میں تین نہیں کھاؤں گا۔ بلکہ تیسرے پھلکے کا کچھ حصہ چھوڑ دوں گا۔ اس سلسلہ میں حضور نے فرمایا تھا۔ کہ میں اس بات پر زور دیتا ہوں۔ کہ دوستوں کو اپنے جمع شدہ غلہ کا ہی چالیسواں حصہ دینا چاہیئے۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ الگ غلہ خرید کر اس مد میں بھجوا دیں۔ کیونکہ اگر وہ اپنے غلہ میں سے چالیسواں حصہ بھجوائیں گے۔ تو اس قربانی کا انہیں ایسا احساس ہوگا۔ جو ان کے لئے سارا سال نیکی کا محرک رہے گا۔ حضور نے فرمایا تھا۔ کہ ہر شخص جو غلہ اپنے اور اپنے خاندان کے لئے جمع کرے۔ اس کا چالیسواں حصہ قادیان کے غرباء کے لئے نکال لے۔ اس طرح ان کے غریب بھائیوں کو صرف روٹی ہی نہیں ملے گی۔ بلکہ یہ قربانی کا احساس ان کے اندر سال بھر تقویٰ پیدا کرنے کا موجب ہوتا رہے گا۔

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس تحریک میں حضور نے خود ایک سو من غلہ دے دیا تھا۔ باقی چودہ سو من میں سے اس وقت تک ۹½ سو من احباب جمع کر چکے ہیں مگر تاحال ۵½ سو من کی کمی ہے جو دوستوں کو فوراً پوری کر دینی چاہیئے۔ جیسا کہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے اعلان سے ظاہر ہے۔ زمیندار احباب نے ابھی اس تحریک کی طرف کماحقہ توجہ نہیں کی۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ یہ اُن کے لئے ثواب حاصل کرنے کے خاص دن ہیں۔ اس موقعہ سے انہیں پوری طرح فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور سلسلہ کی تحریکات میں پورے جوش کے ساتھ حصہ لینا چاہیئے۔

پھر اس قسم کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا تھا۔ کہ "سب سے بڑی ضرورت جو میرے نزدیک ان ایام میں ہے وہ یہ ہے۔ کہ ان مشکلات کے ایام میں ہر شخص اپنے رب پر توکل کرے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان پر جب بھی ابتلاء آتے ہیں۔ اس کے ایمان کی آزمائش کیلئے آتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی آزمائش میں پورا اُترنا خطرناک ہوتا ہے۔ بعض دفعہ اکیلے اکیلے شخص پر ابتلاء آتا ہے اور اسے یہ پتہ نہیں لگتا۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کے ایمان کی آزمائش ہو رہی ہے۔ مگر بعض دفعہ اجتماعی رنگ میں ابتلا آتا ہے۔ اور ہر شخص جانتا ہے۔ کہ

یہ ابتلاء خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اس وقت اگر کوئی شخص کوتاہی کر جاتا اور آزمائش میں پورا نہیں اترتا۔ تو یہ بہت زیادہ افسوس ناک ہوتا ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ ایک خدا ہے۔ جو اپنے بندوں کو رزق مہیا کرتا ہے۔ اگر اس ابتلا کے نتیجہ میں بعض کی تباہی مقدر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کر چکا ہے۔ کہ انہوں نے فاقہ سے مرجانا ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ سے بچ نہیں سکتے۔ اور اگر کسی کے لئے معمولی تکلیف مقدر ہے۔ تو اسے بھی تکلیف پہنچ کر رہے گی۔ مگر دونوں صورتوں میں جماعت کے لئے ثواب حاصل کرنے کا دروازہ کھلا ہے۔ جس کے پاس غذا ہے۔ اس کے لئے بھی ثواب حاصل کرنے کا موقعہ ہے۔ اور جس کے پاس غذا نہیں۔ اگر وہ بھوک سے گھبراتا نہیں۔ اللہ تعالیٰ پر بدظنی سے کام نہیں لیتا۔ اور صبر سے تکلیف برداشت کرتا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ثواب کو حاصل کرتا ہے۔ اور جس کے پاس غذا تو ہے مگر تھوڑی لیکن وہ یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ وہ خود تو کھائے مگر اس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔ اگر اس کے پاس دو روٹیاں ہیں۔ تو وہ ایک روٹی پر خود گزارہ کرتا ہے۔ اور ایک اپنے بھوکے ہمسایہ کو دے دیتا ہے۔ تو وہ بھی ایسا ثواب حاصل کر لیتا ہے۔ جو دوسرے دنوں میں اسے میسر نہیں آسکتا۔ یہی مواقع ایمان کی آزمائش کے ہوتے ہیں۔ یہی وہ مواقع ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ انسان کے دس دس بیس بیس تیس تیس چالیس چالیس سال کے گناہوں کو ایک ابتلا کے ذریعہ معاف کر دیتا ہے۔

دوستوں کو ان نازک ایام میں حضور کی ان ہدایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کا ہر قدم ان ہدایات کے مطابق ہو۔ ہمیں یقین ہے کہ جماعت کا اکثر حصہ ان ہدایات پر قائم ہے۔ تاہم جن سے اس بارہ میں کوئی کوتاہی ہوئی ہو۔ انہیں اس کا ازالہ کرنا چاہیئے۔

بہشتی مقبرہ

(از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب)

کس قدر۔ اللہ اکبر۔ اس زمیں کی شان ہے
چپّہ چپّہ پر وفا ہے۔ عشق ہے۔ ایمان ہے

کیسی کیسی صورتیں تھیں۔ جو ہمیں ہیں مدفون
ہے بہشتی مقبرہ۔ یا حُسن کی اک کان ہے

ایک روایت کی تصحیح

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

روایاتِ حکیم دین محمد صاحب میں یہ بات بالبداہت غلط ہے کہ حضور نے تتّڑی میں نہر کے پانی کا شربت پیا۔ تتّڑ پر ایک ٹھنڈا کنواں ہے۔ اس مقدمہ کے دوران میں میں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کئی دفعہ سفر کیا ہے۔ آپ تتّڑی کے کنوئیں کا جو نہر سے کوئی سو فٹ پرے ہے پانی منگوا کر پیا کرتے تھے۔ اسی طرح بٹالہ کے راستہ میں جو نہر پڑتی ہے۔ اس کے کنوئیں کا بھی میں ابھی اکثر موٹر میں گزرتے ہوئے پانی منگوا کر پیا کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ بہت ٹھنڈا ہے۔ نہر کے پانی میں تو سخت سیل اور گند ہوتا ہے۔ اور سوائے ایسے شخص کے جسے صاف پانی نہ ملتا ہو اور کئی دن کا پیاسا ہو اسے کوئی نہیں پی سکتا۔ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ پاس کنواں موجود ہو ٹھنڈے پانی کے لئے مشہور ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیسیوں دفعہ اس کا پانی پی چکے ہوں۔ اور پھر نہر کا مٹی ملا ہوا پانی منگوا کر اس میں شربت بنواتے معلوم ہوتا ہے حکیم صاحب کو اس کنوئیں کا علم نہ تھا۔ جب کوئی دوست پانی کا لوٹا لائے تو آپ نے سمجھا وہ نہر سے پانی نکال کر لایا ہے۔ ورنہ ہم لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کئی دفعہ اس راستہ پر سفر کیا ہے۔ اور قریباً ہمیشہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کنوئیں کا پانی منگوا کر پیتے ہوئے دیکھا ہے:

خاکسار۔ مرزا محمود احمد

یو۔پی میں تبلیغی وفد کے دورے کی دوسری تجویز

خدا کے فضل سے یو۔پی میں ہمارے تبلیغی وفد کا دورہ بہت کامیاب رہا۔ نتائج تو خدا تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں۔ لیکن خارجی حالات کا تقاضا یہی ہے۔ کہ ایک ایسا تبلیغی دورہ یو۔پی میں پھر کرایا جائے۔ یو۔پی کی جماعتوں اور احباب کے بھی اسی قسم کے خطوط آرہے ہیں۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو جماعتیں یو۔پی میں دوسرا تبلیغی دورہ کرانا چاہتی ہوں وہ سید ارشد علی صاحب لکھنؤ سے مشورہ کریں۔ سید صاحب موصوف کی درخواست کے بعد تبلیغی وفد انشاء اللہ تعالیٰ اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں روانہ کر دیا جائے گا سید صاحب موصوف کا پتہ حسب ذیل ہے

سید ارشد علی صاحب احمدی پنجاب سائیکل ورکس امین آباد پارک لکھنؤ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

درخواست ہائے دعا

(۱) برادرم خورشید احمد صاحب بھاٹی گیٹ لاہور بیس روز سے بخار محرقہ میں مبتلا ہیں احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ نور الحق مولوی فاضل (۲) کمال الدین احمد صاحب مالاباری کے بھائی محی الدین احمد صاحب ایک عرصہ سے بیمار ہیں (۳) ڈاکٹر احمد علی صاحب دندان ساز لاہور کی بچی اشرف النساء عرصہ دو ماہ سے شدید بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں:

شیعہ احباب کی خدمت میں دردمندانہ اپیل } اس عنوان کے ماتحت جو مضمون الفضل کے ایک گزشتہ پرچہ میں شائع ہوا ہے۔ وہ بصورت ٹریکٹ بھی شائع شدہ موجود ہے۔ جو دوست چاہیں بحساب ایک روپیہ کے بیس ٹریکٹ علاوہ محصول ڈاک مولوی عبد الرحمٰن صاحب مبشر مدرس مدرسہ احمدیہ سے منگوا سکتے ہیں:

۲۵ جولائی ۱۹۴۳ء بروز اتوار یوم التبلیغ برائے مسلم احباب مقرر ہے۔ دوست اچھی طرح نوٹ کر لیں (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

ذکرِ حبیب علیہ السلام

روایات جناب حکیم دین محمد صاحب ملٹری اکونٹنٹ

(بتوسط صیغہ تالیف و تصنیف)

(۴۰)

۴ر اپریل ۱۹۰۵ء قادیان میں نماز فجر ادا کر کے بورڈنگ مدرسہ احمدیہ (سابق مدرسہ تعلیم الاسلام) کے متصلہ کوارٹرز میں ابھی تلاوت قرآن کریم کر رہا تھا۔ کہ میرا پلنگ زور سے ہلنا شروع ہوا۔ مجھے خیال پیدا ہوا۔ کہ کوئی طالب علم میرے پلنگ کے نیچے گھس گیا ہے۔ اور مذاقاً پلنگ کو ہلا رہا ہے۔ مگر نیچے دیکھنے پر میں اپنے خیال کی غلطی پر متنبہ ہوا۔ اور یہ معلوم کر کے کہ یہ زلزلہ کے جھٹکے ہیں باہر نکل گیا۔ اس کے بعد ہر ایک کو زلزلہ کا ذکر کرتے ہوئے پایا

(۴۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سابقہ الہامات کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہ اللہ تعالےٰ کی قہری تجلیات میں سے میری صداقت ثابت کرنے کے لئے ایک ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ شدت کے زلزلے آنے والے ہیں۔ اور لاہور سے خیموں کا بندوبست کر کے مع اہل و عیال علماء و دیگر احباب باغ میں ڈیرہ لے گئے۔ وہیں نمازیں ہونے لگیں۔ اور قریب ماہ کے (۱۰ر اپریل لغایت ۷ جولائی ۱۹۰۵ء مرتب) باغ میں مقیم رہے۔

(۴۲)

اتنے کے ہر جوی ساکن قادیان کی خواہش تھی کہ حضرت اقدس کے باغ میں ڈیرہ کیا جائے کسی نے چھپر بنوایا کسی نے خیمہ مہیا کیا جس قدر لوگوں سے ہو سکا وہاں ڈیرہ لے گئے۔ حضرت اقدس کے پاس حضرت مولانا عبدالکریم اور حضرت مولانا حکیم الامۃ کے ڈیرے تھے۔ ڈیرے قریباً اس جگہ تھے جہاں اس وقت ایک مکان بنا ہوا ہے۔ اس کے قریب جہاں باغ کی روش جانب غرب جاتی ہے۔ وہاں نماز باجماعت کا انتظام تھا۔ حضرت اقدس و دیگر بزرگان کے ڈیروں کے گردرات کو پہرہ سکول کے بچے یا دیگر نوجوان دیا کرتے تھے افغان مہاجر جن کا ڈیرہ محلہ دار کے مقابل کے ٹکڑے میں تھا چور پہرہ دیا کرتے تھے یعنی کسی پودے یا جھنڈ کے اندھیرے میں چھپ کر اور دیگر نوجوان لالٹین لے کر پہرہ دیتے۔ ان ایام میں ایک ہٹا کٹا سکھ چور جو چوری کی نیت سے آیا تھا پکڑا گیا۔ جس کا چالان ہوا۔

(۴۳)

حضرت خلیفہ اول مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ مع اپنے شاگردوں کے باغ کے شمال میں ڈھاب کے کنارے قریب آموں کے نیچے مطلب لگاتے۔ اور وہیں شاگردوں کو درس دیتے۔ ایک روز ساڑھے بارہ بجے بعد دوپہر میں گاؤں سے بجانب باغ آتا ہوا۔ آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ اس وقت اکیلے شطرنجی دری پر قیام فرما تھے۔ اور کتب بینی میں مشغول تھے۔ آپ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ میں حیران ہوں۔ کہ لوگ رات بھر سوتے ہیں اور دن کو پھر سو جاتے ہیں۔ دن کو سونا دماغ کو کند کرتا ہے۔

(۴۴)

ان ایام کے قریب قریب خان محمد افضل خان ایڈیٹر البدر کی وفات ہوئی ان کے اہل و عیال بھی باہر تھے۔ ان کا پریس میاں معراج الدین صاحب نے خرید لیا۔ اور جناب مفتی محمد صادق صاحب کو ایڈیٹر مقرر کیا

(۴۵)

چند ماہ کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ لوگ صدقہ کریں۔ اور خود بھی حضور علیہ السلام نے چند بکرے صدقہ کئے۔ خدام نے حضور علیہ السلام کے تتبع میں بکرے مینڈھے وغیرہ صدقہ کئے۔ صاحب نور کابلی جو احمد نور صاحب کابلی کے برادر خورد (برادر کلاں مرتب) تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک خواب سنایا۔ کہ میں نے دیکھا۔ کہ ایک بلا ہے جو بھاگتی جا رہی ہے۔ صاحب نور نے اس کو کہا ذرا ٹھہر۔ میں نے بھی کچھ صدقہ کرنا ہے کر جانا۔ اس نے پشتو زبان میں کہا۔ کہ افغانوں سے میں صدقہ نہیں لیتی۔ پھر میں نے کہا۔ میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مطابق صدقہ دینا چاہتا تھا۔ مگر توفیق نہیں تھی۔ یہ سنکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ کہ آپ کو صدقہ دینے کی ضرورت نہیں بلا بھاگ گئی ہے

(۴۶)

صدقہ کرنے کے چند روز بعد فرمایا کہ اب دعائیں قبول ہو گئیں۔ اور اس کے بعد حضور علیہ السلام گاؤں میں واپس تشریف لے آئے۔ ان ایام میں حضور علیہ السلام نے زلازل کے متعلق کچھ اشتہارات بھی شائع فرمائے تھے۔ جن میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ زلزلے آنے مقدر ہو چکے ہیں۔ جو لوگ توبہ کریں گے۔ ان کو اللہ تعالےٰ بچائے گا۔

(۴۷)

جب میں ہائی کلاس کا طالب علم تھا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ میرے کلاس فیلو تھے۔ تو مولوی یار محمد صاحب ہمارے ریاضی کے ماسٹر تھے۔ حضرت اقدس سے غایت درجہ کی محبت و اخلاص رکھتے تھے حضور علیہ السلام کی ڈاک دستی۔ مقدمات کے دنوں میں جبکہ حضرت اقدس نے دو چار دن گورداسپور میں قیام فرمانا ہوتا۔ تو یہ گورداسپور سے پیدل چل کر قادیان میں حضور علیہ السلام کا خط حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی خدمت میں پہنچاتے اور جواب لے کر گورداسپور پہنچ جاتے۔ ایک دفعہ کسی بات پر حضور علیہ السلام ان سے ناراض ہو گئے۔ اور ان کے لئے حکم دیا۔ کہ تاحکم ثانی یہ قادیان کی حدود سے باہر رہیں۔ ان ایام میں مولوی یار محمد صاحب قادیان میں نہ آتے تھے۔ بلکہ قادیان کے ارد گرد گاؤں میں بسیرا کرتے تھے۔ جب کوئی خط حضور علیہ السلام کی خدمت میں پہنچانا ہوتا تو قادیان سے باہر ایک تکیہ میں مجھے بلوا بھیجتے۔ اور خط میرے حوالہ کرتے۔ جسے میں حضرت اقدس کی خدمت میں حضور کی ملازمہ دادی کی معرفت پہنچا دیتا۔ بعد میں حضرت اقدس نے ان کو معافی دے دی۔

(۴۸)

ایک دفعہ خواجہ کمال الدین صاحب کو اس امر کا بڑا فکر ہوا کہ مجسٹریٹ کا ارادہ حضرت اقدس کو سزا دینے کا ہو گیا ہے وہ اتنے پریشان ہوئے۔ کہ قیام گاہ سے کچہری تک پہونچنا انہیں مشکل ہو گیا۔ جب اس کا تذکرہ حضرت اقدس کے سامنے کیا گیا۔ تو حضور علیہ السلام جو اس وقت لیٹے ہوئے تھے اٹھ بیٹھے۔ اور بڑے جوش سے فرمانے لگے۔ کہ خدا کے شیر پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک پرجوش تقریر فرمائی۔ جس کا ماحصل یہ تھا۔ کہ اول تو اللہ تعالےٰ بار بار بذریعہ الہامات اس مقدمہ میں کامیابی کی بشارتیں دے رہا ہے۔ جن پر ہمارا پورا پورا ایمان ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہمیں بری کرے گا۔ اور اگر بالفرض خدا تعالےٰ کا ارادہ یہی ہو۔ کہ ہم قید میں پڑ جائیں تو اس پر بصدق دل راضی ہوں گے۔ اور خیال کریں گے کہ جسمیں ہمارا خدا راضی ہو وہی راہ عزت کی ہے۔

قرآن کریم پر سوامی دیانند کے اعتراضات کی حقیقت

گذشتہ پرچہ میں جین دھرم پر بعض اعتراضات کا ذکر کر کے سوامی دیانند صاحب کی مذہبی واقفیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ آج ہم اُن کے اسلام اور قرآن کریم پر اعتراضات بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ اس سے آریہ دوستوں پر یہ بات واضح ہو جائیگی۔ کہ ستیارتھ پرکاش میں قرآن کریم پر کس قسم کی تنقید کی گئی ہے۔

قبل اس کے کہ جناب سوامی صاحب کے ان اعتراضوں کی حقیقت ظاہر کی جائے۔ پہلے ہم اس ترجمہ کا نمونہ درج کرتے ہیں۔ جو سوامی صاحب کے اعتراضات کی بناء ہے اور جس کے متعلق وہ لکھ چکے ہیں کہ :-

"قرآن عربی زبان میں ہے۔ اس کا جو ترجمہ مولویوں نے کیا ہے۔ اس ترجمہ کو حرف بحرف دیوناگری بزبان آریہ بھاشا عربی کے بڑے بڑے عالموں سے صحیح کرانے کے بعد لکھا گیا ہے۔" (ستیارتھ صفحہ ۵۶۳)

عربی کے بڑے بڑے عالموں سے صحیح کردہ ترجمہ کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔ اردو ستیارتھ پرکاش طبع چہارم باب ۱۴۔ اعتراض ۸ صفحہ ۶۲۲۔ جس میں سورہ بقر کی فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ۝ آیت کا ترجمہ بایں الفاظ کیا گیا ہے :-

"اور ہر گز نہ کرو گے۔ تم اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی ہیں۔ اور کافروں کے واسطے پتھر تیار کئے گئے ہیں۔"

یہ ہے اس ترجمہ کا نمونہ جسے مستند اور صحیح سمجھ کر قرآن پاک پر اعتراض کئے گئے ہیں۔ ہم اس کے متعلق صرف یہی عرض کر سکتے ہیں۔ کہ جو آریہ دوست اپنے گورو کے نقل کردہ ترجمہ کو درست اور صحیح سمجھتے ہیں۔ ان پر واجب ہے۔ کہ وہ مولہ بالا ترجمہ کے خط کشیدہ الفاظ قرآن کریم کے اصل متن سے ثابت کر کے دکھلائیں۔ یا قرآن کے کسی مستند ترجمہ سے خواہ وہ کسی زبان کا ہو۔ اس کا لفظی ترجمہ صرف یہ ہے۔ "جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔"

اس ایک مثال سے ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ باقی ترجمہ کس قدر صحیح ہوگا۔ کیونکہ "جس طرح ہانڈی میں پکتے ہوئے چاولوں میں سے ایک چاول کے دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ آیا سب چاول پک گئے ہیں یا کچے ہیں۔" (ستیارتھ صفحہ ۵۱۲)

اسی طرح ایک ہی مثال سے بقیہ ترجمہ کی صحت اور حقیقت معلوم ہو سکتی ہے۔ اور جب ترجمہ ہی غلط ٹھہرا۔ تو اس کی بناء پر کئے گئے اعتراضات کیونکر صحیح اور درست ہو سکتے ہیں۔ حیرت ہے کہ ایڈیٹر پرتاپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ سوامی جی نے

"عربی کے بڑے بڑے عالموں سے اس (ترجمہ) کی تصحیح کرائی۔ اور پھر اس کا مطالعہ کرنے کے بعد اسلام کی پڑتال کے لئے قلم اٹھایا۔"

یہ تو تھا ترجمہ کا حال۔ اب جناب سوامی صاحب کی ان لغزشوں اور غلطیوں کو دیکھ لیجئے۔ جو قرآن کریم پر اعتراض کرتے ہوئے اُن سے ہوئیں۔

(۱) (اعتراض ۱۱۸) نہیں تو مگر آدمی مانند ہمارے پس لے آ کچھ نشانی اگر ہے تو سچا۔ کہا یہ اونٹنی ہے۔ واسطے اُس کے پانی پینا ہے ایک بار۔"

(منزل پنجم سپارہ نوزدہم سورۃ بست و ششم آیت ۱۵۰-۱۵۱)

محقق۔ بھلا اس بات کو کوئی مان سکتا ہے کہ پتھر سے اونٹنی نکال دے۔ لوگ بے علم تھے۔ کہ جنہوں نے اس بات کو مان لیا اور اونٹنی کی نشانی دینا صرف بے علموں کا کام ہے نہ کہ خدا کا۔ اگر یہ کلام الہٰی ہوتی تو ایسی بے معنی باتیں اس میں نہ ہوتیں۔" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۰۷/۶۰۸)

سماجی بھائیو! اگر آپ اپنے "رشی" کو فی الواقع محقق سمجھتے ہیں۔ تو آپ کا فرض ہے۔ کہ سوامی جی کے کئے ہوئے ترجمہ سے ہی یہ دکھلا دو کہ پتھر سے اونٹنی نکلی۔ اور اگر نہ دکھلا سکو۔ اور یقیناً نہیں دکھلا سکتے۔ تو انصاف اسی بات کا متقضی ہے کہ تم برملا صداقت کا اظہار کرو۔

(۲) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۱۳ بضمن اعتراض نمبر ۱۲۸ قرآن کریم کی آیت رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا (سورۃ الاحزاب رکوع ۸) کا بایں الفاظ ترجمہ کرتے ہوئے ایک عجیب اعتراض کیا ہے۔

"اے رب ہمارے دے ان کو دُگنا عذاب اور لعنت کر ان کو سخت۔"

واہ کیسے تکلیف دہ پیغمبر ہیں۔ کہ خدا سے دوسروں کو دکھ دینے کی دعا مانگتی ہیں۔ ان سے ان کی طرفداری۔ مطلب براری اور سخت ظلم کا ثبوت ملتا ہے۔" الخ (ستیارتھ صفحہ ۶۱۳/۶۱۴)

وہ لوگ جو سوامی جی کے اعتراضوں کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ وہ اس آیت کا سیاق و سباق دیکھکر یہ ثابت کریں۔ کہ یہ الفاظ پیغمبر (نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم) کے ہیں اور وہی خدا سے التجا کرتے ہیں۔ کہ

"اے رب ہمارے دے ان کو دگنا عذاب اور لعنت کر ان کو سخت۔"

اس آیت کا صحیح مطلب کیا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل ترجمہ دیکھئے:

"اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے واسطے دوزخ تیار کر رکھی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔ کوئی اُن کا رفیق و مددگار نہ ہوگا۔ جس دن اُن کے چہرے آگ میں الٹے جائینگے (تب) وہ کہیں گے کہ کاش ہم اللہ کی اور اس کے رسول کی تابعداری کرتے۔ اور (اس وقت) وہ (کافر) کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں (سوامیوں) اور بڑوں کی تابعداری کی۔ پس انہوں نے ہمیں اصل راستہ سے بھٹکایا۔ اے ہمارے رب تُو ان کو دوچند عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔" (سورہ احزاب ع ۸)

یہ ہے اصل بات جس کو بوجہ لاعلمی اور ناواقفی کے بانیٔ آریہ سماج نہ سمجھ سکے۔ اور جوش میں آ کر اعتراض کر دیا۔

جو شخص یہ بھی نہیں سمجھ سکتا۔ کہ متکلم کا اصل منشاء کیا ہے۔ وہ کیسے اور کیونکر محقق ہو سکتا ہے؟

آریہ مترو! یہ آپ کے "آچاریہ" کی تحقیق کا نمونہ ہے۔ کیا اب بھی آپ یہی کہتے جائینگے کہ ہمارے سوامی بڑے ودوان بڑے فاضل اور لاثانی محقق تھے؟

(۳) ستیارتھ پرکاش باب ۱۴ صفحہ ۵۹۹ اعتراض ۱۰۱

"اور مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے بیٹیاں پاکیزگی ہے اسکو۔۔۔ اور مقرر کرتے ہیں واسطے اپنے دیکھنا جو کچھ کہ چاہیں۔" الخ

محقق۔ اللہ بیٹیوں سے کیا کریگا؟ بیٹیاں تو کسی آدمی کو چاہئیں۔ بیٹے کیوں نہیں مقرر کئے جاتے اور بیٹیاں مقرر کی جاتی ہیں۔ اس کا کیا باعث ہے؟ بتلائیے! الخ"

کیا عجیب بات ہے۔ کہ قرآن کریم تو کفار کے اس عقیدہ کو اللہ کی بیٹیاں بھی ہیں سُبْحَانَہٗ کہہ کر ردّ کرے۔ اور سوامی جی ہیں کہ یہ عقیدہ (کہ خدا کی بیٹیاں ہیں) خود قرآن کریم کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ ہاں سچ ہے

"بہت لوگ ایسے ضدی اور متمرد ہوتے ہیں کہ جو متکلم کے منشاء کے خلاف تاویل کیا کرتے ہیں۔ خاصکر اہل مذاہب۔ کیونکہ مذہب کی حمایت میں ان کی عقل تاریکی میں پھنس کر جاتی رہتی ہے۔" (ستیارتھ صفحہ ۵)

(۴) ستیارتھ پرکاش باب ۱۴ صفحہ ۵۹۷ اعتراض نمبر ۹۲ میں قرآنی آیت اللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا

ثم استوىٰ على العرش الخ کا ترجمہ بایں الفاظ نقل کیا ہے۔

دیانندی ترجمہ۔ اللہ ہے وہ کہ جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے۔ دیکھتے ہو تم اس کو پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے الخ

اس پر جناب سوامی صاحب کا اعتراض ملاحظہ ہو فرمایا

محقق۔ "مسلمانوں کا خدا علم طبیعی کچھ بھی نہیں جانتا۔ اگر جانتا تو آسمان کو جس میں کہ وزن نہیں ہے ستون لگانے کا ذکر نہ کرتا" (ستیارتھ صفحہ ۵۹۷ و ۵۹۸)

قارئین کرام غور فرمائیں۔ قرآن کریم تو ستون لگانے کی نفی کرے۔ اور سوامی صاحب اس کے عین الٹ سمجھ رہے ہیں۔ اور اعتراض کرتے ہوئے دہریوں کو بھی مات کر رہے ہیں۔

اسی طرح صفحہ ۶۱۰ اعتراض نمبر ۱۲۴ میں بھی خود ہی قرآنی الفاظ کا یہ ترجمہ کرتے ہوئے کہ "پیدا کیا آسمانوں کو بغیر ستون کے" اسی قسم کا اعتراض کر دیا۔

"واہ صاحب واہ حکمت والی کتاب خوب ہے۔ کہ جس میں بالکل علم سے خلاف آکاش کی پیدائش اور اس میں ستون لگانے ... (کا ذکر ہے)" الخ

آریہ دوستو! یہ ہے تمہارے "رشی اور مہرشی" کا علم و فضل کہ متکلم کے کلام کے بالکل خلاف اعتراض کر رہے ہیں۔

(۵) سوامی صاحب ستیارتھ پرکاش باب صفحہ ۶۰۲ بضمن اعتراض نمبر ۱۰۶۔ قرآنی آیت واما الغلام فکان ابواہ مومنین فخشینا ان یرھقھما طغیانا وکفرا کا بایں الفاظ ترجمہ کرتے ہیں۔

"اور وہ جو لڑکا تھا۔ پس تھے ماں باپ اس کے ایمان والے۔ پس ڈرے ہم کہ یہ لڑکا غالب آئے ان پر سرکشی اور کفر میں"

اور پھر اس پر یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ "محقق" بھلا یہ خدا کی کتنی نادانی ہے۔ اسے یہ شک ہوا کہ کہیں لڑکوں کے ماں باپ مجھ سے باغی نہ کر دیئے جائیں۔ یہ ہرگز خدا کی بات نہیں ہو سکتی"

سوامی صاحب کو انیسویں صدی کے "مہرشی" ماننے والے اگر اس اعتراض کو کسی حقیقت پر مبنی سمجھتے ہیں تو بتائیں۔ کہ قرآن مجید کی اس آیت میں یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ نعوذ باللہ "خدا کو یہ شک ہوا۔ کہ کہیں لڑکوں کے ماں باپ مجھ سے باغی نہ کر دیئے جائیں"

ہاں دوستو! انصاف کو مدنظر رکھ کر بتلانا۔ کہ جب خود ہی سوامی صاحب نے یہ ترجمہ لکھا ہے۔ کہ "اور وہ جو لڑکا تھا پس تھے ماں باپ اس کے ایمان والے پس ڈرے ہم کہ یہ لڑکا غالب آئے۔ ان پر سرکشی اور کفر میں" تو پھر اس سے یہ کیونکر نکلا۔ کہ خدا کو یہ شک ہوا۔ کہ کہیں لڑکوں کے ماں باپ مجھ سے باغی نہ کر دیئے جائیں؟

(۶) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۶۶ اعتراض ۵۰ میں آیت فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے۔

اگر تم اس کلام سے شک میں ہو۔ جو ہم نے پیغمبر کے اوپر اتاری تو اس کی سی ایک سورۃ لے آؤ۔ اور شاہدوں اپنے کو پکارو سوائے اللہ کے اگر ہو تم سچے" الخ

یہ وہ قرآنی چیلنج ہے جس کا جواب آج تک جبکہ تیرہ سو سال گذر گئے۔ کوئی بھی نہ دے سکا۔ مگر ہاں اب آریہ منتروں کے "مہرشی" کو اس چیلنج کے جواب کی ضرورت سوجھی اور جوش میں آ کر لکھ مارا کہ

"بھلا یہ کوئی بات ہے کہ اس کے مانند کوئی سورۃ نہ بنے؟ کیا اکبر بادشاہ کے زمانہ میں مولوی پھیجی (مولوی فیضی) نے بے نقط قرآن نہیں بنا لیا تھا؟"

جس کو یہ بھی علم نہیں کہ فیضی نے قرآن کریم کے چیلنج کے جواب میں کوئی بے نقط قرآن بنایا تھا یا خود قرآن حکیم ہی کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ایک تفسیر لکھی تھی۔ انہیں محقق کہنا شدید بے انصافی نہیں تو اور کیا ہے؟

سوامی جی کے اس اعتراض کی حقیقت ان کے شاگرد رشید پنڈت لیکھرام صاحب کے حسب ذیل الفاظ سے بخوبی ہو سکتی ہے

"برہمنوں کی نسبت الہامی ہونے کا دعویٰ ایسا ہی بے بنیاد ہے۔ جیسا کہ فیضی کی بے نقط کتاب موارد الکلام کو فیضی کا قرآن جاننا۔ حالانکہ سوائے چند جہلا کے کوئی عالم اس کا قائل نہیں" الخ

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۶۱ کالم ۲ کا حاشیہ)

(۷) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۷۵ اعتراض ۲۵ قرآنی آیت ودّ کثیر من اھل الکتٰب لو یردونکم من بعد ما تبین لھم الحق الخ کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ

"ایسا نہ ہو کہ فرلوگ حسد کر کے تم کو ایمان سے منحرف کر دیویں۔ کیونکہ ان میں سے ایمان والوں کے بہت سے دوست ہیں"

محقق۔ اب دیکھئے خدا ہی ان کو یاد دلاتا ہے۔ کہ تمہارے ایمان کو کافر لوگ نہ گرا دیویں۔ کیا خدا ہمہ دان نہیں ہے؟ ایسی باتیں خدا کی نہیں ہو سکتیں۔ الخ"

اول تو آریہ بھائیوں کو مترجمہ بالا قرآنی آیت کے کسی لفظ یا فقرہ سے سوامی جی کے اس جملہ کی تصدیق کروانی چاہیئے کہ "ان میں سے ایمان والوں کے بہت سے دوست ہیں؟"

دوم یہ بتلانا چاہیئے کہ سوامی جی نے اعتراض کیا کیا ہے؟

کیا اگر خدا مومنین کو کافروں کے شر اور خفیہ سازشوں یا انکی بری صحبتوں کے اثر سے بچنے کیلئے آگاہ کر دے۔ تو اس کی ہمہ دانی میں فرق آ جائے گا؟

اسی قسم کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں مگر بخوف طوالت انہی پر اکتفا کیا جاتی ہے۔ اگر آریہ سماجی دوست انصاف سے کام لیتے ہوئے ان پر غور کریں۔ تو وہ بڑی آسانی سے حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے احتجاج کا موجب سوامی جی کی "تنقید" نہیں بلکہ انکی ناپسندیدہ اور دلآزار طرز تحریر ہے۔

خاکسار۔ ملک فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

اضافہ حصہ آمد

مولوی عبدالحی صاحب متعلم المجاہدین موصی ۵۰۷۹ کی وصیت ۱/۱۰ حصہ کی تھی۔ اب انہوں نے ازراہ کرم ۱/۹ حصہ کی وصیت کر دی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

دوسرے موصی صاحبان کو بھی چاہیئے کہ اپنے حالات کے پیش نظر اپنی وصایا میں اضافہ فرما دیں۔ کیونکہ بموجب ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کم از کم قربانی ہے۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمام موصیوں کو اس سابقت کی توفیق بخشے۔ آمین

سکرٹری بہشتی مقبرہ

آہ! حضرت حاجی غلام احمد صاحب مرحوم آف کریام

چند دن ہوئے۔ محترم حضرت حاجی غلام احمد صاحب آف کریام کی وفات الفضل کے ذریعہ معلوم ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محترم حاجی صاحب نہایت متقی۔ پارسا۔ خادم دین اور لوگوں کے سچے ہمدرد واقع ہوئے تھے گویا آپ سچے معنوں میں عابد اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنیوالے تھے۔

حاجی صاحب جماعت احمدیہ کریام کے امیر تھے۔ اور ہمیشہ ان کی یہ کوشش رہتی تھی۔ کہ احمدیت کے منشاء کے مطابق ہر احمدی کہلانیوالا دین میں ترقی کرتا دکھائی دے۔ اس کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو جماعت کے لئے نمونہ بنا رکھا تھا۔ اور احباب جماعت کے لئے جذبات کی قربانی کرتے رہتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ کے گاؤں میں ایک مجسٹریٹ نے موقعہ دیکھتے وقت مدعی فریق سے کہا کہ اگر اس جگہ کوئی سچ بولنے والا ہو۔ تو پیش کرو۔ میں اس سے اصل حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں اس نے حاجی صاحب کا نام لیا۔ حاجی صاحب کو طلب کیا گیا۔ حاکم نے عزت سے بٹھایا۔ اور اصل حقیقت دریافت کی۔ آپ نے سچی بات کہہ دی۔ حاکم نے حاجی صاحب کی شہادت کی بناء پر مدعی فریق کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ مدعا علیہ فریق احمدی تھا۔ اس نے مسجد میں آنا بند کر دیا۔ اگر کوئی دنیا دار ہوتا تو شاید خیال کرتا۔ کہ اگر یہ شخص مسجد میں اگر نماز نہ پڑھے گا تو میرا اس میں کیا نقصان ہے۔ نقصان اسی کا ہوگا۔ مگر حاجی صاحب نے اپنے بعض دوستوں کی معیت میں جا کر اُسے سمجھایا۔ اور کہا کہ میں نے تو خدا کے حکم کے مطابق سچی شہادت دی ہے۔ اس پر آپ کو ناراض نہیں ہونا چاہیئے۔ اور اُسے سمجھا بجھا کر مسجد میں لے آئے۔ اور نماز شروع کرا دی۔

حاجی صاحب مرکز کے احکام کو دل و جان سے قبول کرتے اور تمام کاموں پر انہیں مقدم کرتے تھے۔ ایک دفعہ جماعت بنگہ کا کوئی کیس تھا۔ نظارت تعلیم و تربیت نے مجھے اس کیس کے تصفیہ کے لئے جانے کا ارشاد فرمایا۔ اور ساتھ ہی حاجی صاحب کو بھی بنگہ پہنچنے کے لئے تحریر فرمایا۔ میں جب بنگہ پہنچا تو میں نے دیکھا۔ کہ حاجی صاحب محترم مجھ سے پہلے ہی بنگہ پہنچے ہوئے ہیں۔ کیس کے تصفیہ پر ایک ہفتہ گزر گیا۔ اس عرصہ میں محترم مذکور نے کبھی واپس جانے کے لئے اشارۃً یا کنایۃً ذکر نہ کیا۔ جب تصفیہ ہو گیا۔ تو فرمایا۔ اب میں جاتا ہوں۔ آپ جمعہ پڑھا کر جائیں۔ نیز فرمایا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ اتنے دن لگ جائینگے۔ میں گھر میں اطلاع دے کر بھی نہ آیا تھا۔ یہ کہکر آپ تشریف لے گئے۔

مجھے جہاں تک واقفیت ہے۔ حاجی صاحب مکرم نہ صرف اپنوں میں بلکہ بیگانوں میں بھی خیر خواہ سمجھے جاتے تھے۔ اور وہ اپنے تنازعات کا ان کے ذریعہ فیصلہ چاہتے تھے۔ آپ اپنے علاقہ کی جماعتوں کی نگرانی فرماتے رہتے تھے۔ اور مرکزی ہدایت پر فوراً جماعتوں میں پہنچکر اس کی تعمیل کراتے تھے۔

خاکسار قمر الدین مولوی فاضل قادیان

شیخ انعام اللہ صاحب ایم۔ اے ہیڈ ماسٹر صاحب کلانور سے تبادلہ

"الفضل" کے ایک گزشتہ پرچہ میں شیخ انعام اللہ صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی کے کلانور سے سجان پور ضلع گورداسپور تبادلہ کے متعلق اظہار تعجب کیا جا چکا ہے۔ اس بارے میں جو حالات معلوم ہوئے ہیں۔ وہ مختصراً درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

شیخ صاحب موصوف نے ۱۹۲۶ء میں کلانور سکول کا چارج لیا۔ جبکہ یہ ایک ورنیکلر سکول تھا۔ اور اب ۱۹۴۳ء میں ایک مکمل اینگلو ورنیکلر ماڈل سکول ہے۔ اور صوبائی شہرت کا مالک۔ ۱۹۲۶ء میں اس سکول کی آمدنی از فیس صرف ۷/۰ روپے ماہوار تھی۔ لیکن اب ۱۹۴۳ء میں ۴۷۷ روپے ماہوار ہے۔ اس وقت بیک وقت وظیفہ خوار طلباء صرف چار تھے۔ لیکن اب بیک وقت ۲۷ ہیں اور پنجاب بھر میں کوئی بھی ماڈل سکول ایسا نہیں۔ جس میں بیک وقت اتنے طلباء وظیفہ لے رہے ہوں۔ یہ امتیاز صرف اسی سکول کو حاصل ہے۔ علاوہ ازیں شیخ صاحب موصوف کے وقت ورنیکلر فائنل کا نتیجہ عموماً سو فیصدی رہا۔ اور چار ہائی سکول سکالرشپ اس سکول کے حصہ میں آئے۔ شیخ صاحب کی حکیمانہ

سند پر ۱۷ ریمارکس میں سے سوائے ایک کے باقی Good اور Very good ہیں۔ خود ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب سکولز گورداسپور نے جن کے عہد میں شیخ صاحب موصوف کا تبادلہ ایک کم حیثیت سکول میں عمل میں آیا۔ اپنے دونوں معائنوں میں انہیں ریمارک Good دے چکے ہیں۔ شیخ صاحب موصوف کے سولہ سالہ قیام کے دوران میں ان کی شب و روز کی مساعی سے کلانور کا سکول ضلع گورداسپور میں سب سے پہلا ماڈل سکول چنا گیا۔ جسے دیکھنے کے لئے مسٹر آرم سٹرانگ ڈائرکٹر براہ راست لاہور سے تشریف لائے۔ اور سکول کے متعلق نہایت تعریفی الفاظ بیان کئے۔ پھر ماڈل سکول سکیم کے ماتحت لاہور ڈویژن میں صرف یہی ایک سکول تھا۔ جسے آنریبل میاں عبد الحی صاحب وزیر تعلیم نے دیکھنے کی خواہش کی۔ اور صرف ۲۴ گھنٹے قبل بذریعہ تار اطلاع دینے کے بعد سکول کا معائنہ کیا۔ اور اسکی جملہ تحریکات متعلقہ ماڈل سکول سکیم کو بیحد پسند فرمایا۔ پھر یہ سکول اس حد تک مشہور ہوا۔ کہ ٹیکسلا ضلع اٹک سے، جالندھر سے، ضلع گجرات سے مدرسین اور راولپنڈی ڈویژن سے اے۔ ڈی۔ آئی صاحبان اپنے افسران بالا کے حکم سے سکول کی جملہ تحریکات کا مطالعہ کرنے کی غرض سے تشریف لائے۔ جن کی آمد کا ریکارڈ سکول میں موجود ہے۔

ان حالات میں چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ایسے شہرت یافتہ سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب کو ان کی اعلیٰ خدمات کے اعتراف کے طور پر کسی ایسے سکول میں بھیجا جاتا۔ جو کلانور سے اعلیٰ Status کا ہوتا۔ یا انہیں نیا گریڈ دیا جاتا۔ لیکن ہوا تو یہ کہ شیخ صاحب موصوف کی اعلیٰ خدمات کا کسی رنگ میں اعتراف کرنے کی بجائے نہایت ہی معمولی اور ادنے Status کے سکول میں بھیجدیا گیا۔ اور ان کی بجائے کلانور میں ایسے شخص کو لگایا گیا۔ جو بلحاظ سروس اور گریڈ شیخ صاحب سے جونیئر ہے۔

پھر تبدیلی کے وقت عموماً ہیڈ ماسٹر

صاحبان سے ان کی پسند کے سکول دریافت کرلئے جاتے ہیں۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ شیخ انعام اللہ صاحب سے اس بارے میں بھی کچھ دریافت نہیں کیا گیا۔

ہمیں شیخ صاحب موصوف کی قابلیت، محنت اور کوشش سے توقع ہے۔ کہ وہ سوجان پور میں بھی ویسی ہی کامیابی حاصل کریں گے۔ جس قدر انہیں کلانور میں حاصل ہوئی۔

تصحیح:۔ میری وصیت نمبر ۶۷۶۰ جو الفضل مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۴۳ء جلد ۳۱ میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں ایک گواہ شیخ فضل الرحمان صاحب اختر پریذیڈنٹ "جماعت احمدیہ ملتان کی بجائے "افسر سپرنٹنڈنٹ" چھپا ہے۔ اصل الفاظ ہیں "شیخ فضل الرحمٰن اختر پریذیڈنٹ" نہ کہ شیخ فضل الرحمٰن صاحب افسر سپرنٹنڈنٹ۔

خاکسار شیخ لطیف الرحمٰن بی۔ اے۔ ایس۔ اے۔ وی سینئر انگلش ٹیچر ملتان کینٹ

احباب کی خدمت میں ضروری اطلاع

جن خریداران الفضل کا چندہ ۲۰ اگست ۱۹۴۳ء تک کی کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ ان کے نام یکم اگست کو وی۔ پی ارسال ہونگے۔ اخبار میں قلت جگہ کے باعث ہموار فہرست شائع کرنا ناممکن ہے۔ تاہم احباب کی اطلاع کے لئے ہم یہ طریق اختیار کرینگے کہ جولائی کے تیسرے ہفتہ کے دوران میں ان کے پتوں کی چٹوں پر سُرخ لکیر کا نشان لگادیا کریں گے۔ اِس سے ان کو معلوم ہو جائیگا کہ ان کا چندہ ختم ہوتا ہے۔ ایسے احباب کیلئے ضروری ہوگا۔ کہ یکم اگست ۱۹۴۳ء تک اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمادیں یا وی۔ پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں۔

جو دوست وی۔ پی وصول کرنا چاہیں۔ وہ قبل از وقت اطلاع دے دیں۔ جو احباب نہ قبل از وقت اطلاع دینگے اور نہ رقم ارسال فرمائیں گے۔ ان کے متعلق یہی سمجھا جائے گا۔ کہ وہ وی۔ پی وصول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اگر کوئی دوست وضاحت کے باوجود وی۔ پی واپس کر دینگے۔ ان کے متعلق ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہونگے۔ کہ انہوں نے عمداً الفضل کو نقصان پہنچایا ہے۔

احباب کو معلوم ہو۔ کہ اب چندہ کے متعلق غفلت سے کام لینے کا وقت نہیں۔ ہماری مالی مشکلات بہت بڑھ چکی ہیں۔ اور اخبار کو زندہ رکھنے کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ لہٰذا احباب کو چندہ کی ادائیگی میں غفلت نہ کرنی چاہیئے + (مینجر)

مشرق و مغرب کی تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۱۵ جولائی۔ لنڈن میں امریکہ کے وزیر جنگ کی آمد کا مقصد سسلی کے حملہ کے ساتھ ساتھ ایک اور حملہ کی سکیم تیار کرنا ہے۔ یہ حملہ غالباً یونان پر ہوگا۔ جہاں ہٹلر بڑی تیزی سے فوجیں جمع کر رہا ہے۔

سری نگر ۱۵ جولائی۔ اب اس خبر کی تصدیق ہوگئی ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب نے سر مہاراج سنگھ وزیر اعظم کا استعفےٰ منظور کر لیا ہے۔

حیدر آباد دکن ۱۵ جولائی معلوم ہوا ہے کہ گندم کی زبردست مانگ کی وجہ سے پنجاب گورنمنٹ نے جس نے حیدر آباد کو ۶۰ ہزار بوری سپلائی کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اب ۳۰ ہزار بوری سپلائی کرنا منظور کیا ہے۔

امرتسر ۱۵ جولائی۔ کل کپڑا کی مارکیٹ پھر گر گئی۔ اور فروخت بھی کم ہوگئی ہے۔ اس وقت مارکیٹ ۴۰ اور ۵۰ فیصدی کے قریب گری ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ گاہکوں کی تعداد بھی بہت کم ہوگئی ہے۔

نئی دہلی ۱۵ جولائی میجر شوکت حیات خان وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ پنجاب نے وائسرائے سے ملاقات کی۔

بٹالہ ۱۵ جولائی۔ گندم درجہ ۵-۹ نمبر ۵۹۱ ۰-۱۰ روپے، نخود ۹-۸-۰ تلی دعوئی ہوئی ۱۲-۲۵۔ تیل نٹھا ۴-۴-۳۴ دال مسور ۷-۱۰ روپے۔ دال نخود ۸-۱۰ ماش ۲-۱۰ روپے

شملہ ۱۵ جولائی۔ وزیر ترقیات کی صدارت میں سٹینڈرڈ کلاتھ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی فیصلہ کیا گیا۔ کہ حکومت ہند سے پنجاب کے لئے زیادہ سپلائی کا مطالبہ کیا جائے یہ مطالبہ آبادی کے تناسب سے نہیں بلکہ کھپت کے تناسب سے کیا جائے۔ مئی۔ جون اور جولائی کے مہینوں میں ۲۸ لاکھ گز کپڑا ملا۔ یہ کپڑا غریب لوگوں کو پہنچا دیا جائے گا۔ اور اسکی تقسیم ڈپٹی کمشنروں کی معرفت کی جایا کرے گی۔

لنڈن ۱۵ جولائی۔ رائٹر کے سپیشل نامہ نگار نے شمالی افریقہ کے اتحادی ہیڈ کوارٹر سے اطلاع دی ہے۔ کہ اطالوی فوج کے نا پولی ڈویژن کے کمانڈر نے اپنے اسٹاف سمیت ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔

الجیریا ۱۵ جولائی۔ رائٹر کے نامہ نگار کو معلوم ہوا ہے۔ کہ جنرل آئسن ہوور نے آزاد فرانسیسی فوجوں کو بھی سسلی کے ساحل پر اتار دیا ہے۔ کل دن بھر اتحادی جہاز انہیں لاد لاد کر سسلی پہنچاتے رہے۔ فرانسیسی فوجوں نے سسلی کی لڑائی میں حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔

بمبئی ۱۵ جولائی۔ آل انڈیا نیوز پیپرز ایڈیٹرز کانفرنس آج دو دن کے اجلاس کے بعد ختم ہوئی۔ کانفرنس نے حسب ذیل ریزولیوشنز پاس کئے (۱) فحش اور خلاف تہذیب شائع مردانہ بیماریوں برتھ کنٹرول اور مردانہ قوت کو بڑھانے کے لئے ادویہ کے اشتہارات نہ چھاپے جائیں۔ اور چھاپے بھی جائیں۔ تو ان کی زبان اور انداز تحریر شریفانہ ہو۔ فحش اور غیر معقول کارٹون بھی نہ چھاپے جائیں۔ ایسے کارٹون جن میں سیاسی رہنماؤں پر بے ہودہ طنز کی گئی ہو۔ وہ بھی شائع نہ ہوں۔

لنڈن ۱۶ جولائی سسلی کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ مشرقی علاقہ میں لڑائی زیادہ زور پکڑ گئی ہے۔ برطانیہ کی آٹھویں فوج اور جرمن فوج میں کٹانیہ کے میدان پر قبضہ کرنے کے لئے گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے۔ روم ریڈیو کا بیان ہے کہ لڑائی کا زور ہر لحظہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اسی لڑائی میں سسلی کی قسمت کا فیصلہ ہو جائے۔ ایک برطانی نامہ نگار نے لکھا ہے۔ کہ ہماری فوجیں برابر کامیابی کیساتھ بڑھ رہی ہیں۔ اور انہوں نے دشمن کے ٹینکوں اور آدمیوں کو بڑا بھاری نقصان پہنچایا ہے۔ چھاتہ فوج کی مدد سے برطانی فوج نے کٹانیہ سے چند میل جنوب کیطرف ایک اہم ریلوے جنکشن پر قبضہ کر لیا ہے۔ ہمارے ہوائی جہاز کٹانیہ کے ہوائی اڈہ پر سخت گولہ باری کر رہے ہیں۔ الائز کی فوجوں کو سسلی میں اترے ایک ہفتہ ہو گیا ہے۔ اس عرصہ میں ۹۰ میل لمبے چوڑے علاقہ پر ہماری فوجیں قبضہ کر چکی ہیں۔ اور چالیس پچاس میل آگے بڑھ گئی ہیں۔ دشمن کے آٹھ ہوائی میدانوں پر بھی قبضہ کر لیا گیا ہے۔ سمندر کے راستے ہماری فوج کو برابر رسد اور کمک پہنچ رہی ہے۔ اس قلیل عرصہ میں دشمن کے بیس ہزار سے زیادہ آدمی گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

لنڈن ۱۶ جولائی۔ جمعرات کو بحیرہ روم میں ہمارے ہوائی جہازوں نے دشمن پر جو حملے کئے تھے۔ ان کا اب کچھ اور حال معلوم ہوا ہے۔ ہمارے ہوائی جہازوں نے مڈل ایسٹ کے ہوائی اڈوں سے اڑ کر فوجیا کے ہوائی اڈہ پر زور کا حملہ کیا۔ اور چار لاکھ پونڈ کے بھاری بم اور آگن گولے برسائے۔ دشمن کے ہینگروں۔ بارکوں اور عمارتوں میں آگ لگ گئی۔ پندرہ بمبار زمین پر کھڑے تھے۔ انہیں بھی شدید نقصان پہنچا۔ اور ان میں آگ بھڑک اٹھی۔ دشمن کے پندرہ اور بمباروں کو بھی نقصان پہنچایا گیا۔

لنڈن ۱۶ جولائی۔ شمال مغربی افریقہ سے اڑ کر ہمارے ہوائی جہازوں نے کل نیپلز پر پھر چار حملے کئے۔ کچھ ہوائی جہاز اٹلی پر بھی جا دھمکے۔ مگر انہوں نے بموں کی بجائے شہریوں پر بہت سے اشتہارات پھینکے۔ جن میں مسٹر روزویلٹ اور مسٹر چرچل کا یہ پیغام درج تھا کہ تمہاری عزت اسی میں ہے کہ اتحادی فوجوں کے سامنے سر تسلیم خم کر دو۔ ہوابازوں سے کہہ دیا گیا تھا کہ وہ یہ اشتہارات گنجان آبادی والے شہروں میں پھینکیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر رحمت اللہ خان شاکر